تقریر

تقریر بابت خاندانِ مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

سیرت حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:163)

کہ تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا موضوع ہے "سیرت حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بطور مسیح موعود و مہدئ معہود اپنی بعثت کا دعویٰ کیا تو نہ صرف آپ علیہ السلام کو کمزور اور غریب لوگوں نے قبول کیا بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جن کا تعلق رئیس گھرانوں سے تھا۔ ایسے ہی ایک مالیر کوٹلہ کے رئیس گھرانے سے تعلق رکھنے والے نوجوان حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ بھی تھے جن کے والد حضرت مسیح موعودؑ کے داماد اور فدائی صحابی حُجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ تھے۔

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی پہلی اہلیہ حضرت مہر النساء صاحبہ کے بطن سے یکم جنوری 1896ء کو مالیر کوٹلہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر ابھی اڑھائی تین سال کی تھی تو آپؓ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ جب آپؓ کی عمر چھ سال کے قریب تھی تو 1901ء میں اپنے والد کے ہمراہ اپنا سارا گھر، عیش و آرام اور نوکر چاکر چھوڑ کر قادیان جیسی ایک چھوٹی سی بستی میں ہجرت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ آکر رہنے لگے۔ شروع میں ایک چھوٹا مکان تھا جس میں آپ اپنے خاندان کے ساتھ رہائش پذیر رہے لیکن اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ آپؓ کو تقریباً ساڑھے چھ سال تک حضرت مسیح موعودؑ کی تربیت میں پرورش پانے کا موقع ملا اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کی تربیت ہی تھی جس سے آپؓ محبت الٰہی، اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عشق ووفا مسیح موعودؑ واہل بیت میں طاق ہوئے۔

سامعین! حضرت نواب صاحب نے اور ان کے بھائی میاں عبد الرحیم خان صاحب کو قرآن کریم ناظرہ حضرت پیر منظور صاحب نے پڑھایا اور ترجمہ قرآن آپؓ نے حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ سے پڑھا۔ مورخہ 21، دسمبر 1903ء کو بروز عید الفطر بعد نماز مغرب آپ دونوں کی تقریب آمین ہوئی جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بنفس نفیس شرکت فرما کر اجتماعی دعا کروائی۔ نواب صاحب نے بچپن میں قرآن کریم کے سات سپارے حفظ بھی کئے تھے۔ جغرافیہ، حساب وغیرہ کے مضامین حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب سے سیکھے جو آپ کے ٹیوٹر بھی مقرر تھے اور ورزش و کھیل میر وڈبہ وغیرہ کے سلسلہ میں آپ کا خیال رکھتے تھے۔ میٹرک میں آپ کے اساتذہ کا خیال تھا کہ آپ امتحان میں پاس نہ ہو پائیں گے اس لیے آپ کو امتحان میں نہ بیٹھنے دیا جائے لیکن آپؓ کو الہام ہوا کہ وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (الانفال:18) یعنی جب تُونے (ان کی طرف کنکر) پھینکے تو تُو نے نہیں پھینکے بلکہ اللہ ہے جس نے پھینکے۔ پھر آپؓ نے امتحان دیا اور خدا کے فضل سے آپؓ امتحان میں پاس ہوگئے۔ آپ کے بھائی محترم عبد الرحیم خان صاحب مدرسہ کی زندگی کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ

"ہماری مدرسہ کی زندگی شروع ہوئی۔ میاں عبد اللہ خان کا مذہبی رجحان بڑھ چکا تھا۔ یہ نمازوں وغیرہ میں مجھ سے بہت زیادہ پیش پیش تھے۔ ان کو بحث و تمحیص کا بہت زیادہ شوق تھا۔"

حضرت نواب صاحب کا یہ مذہبی رجحان اور تعلق باللہ حضرت مسیح موعودؑ کی پاک صحبت وتربیت کے مرہون منت تھا۔

1915ء میں آپ نے میٹرک پاس کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ کالج میں آپ کے حلقہ احباب میں دینی و مذہبی طلباء ہی شامل رہے لیکن ہاسٹل کا ماحول آپ کے دینی مزاج کے برخلاف تھا۔ چنانچہ آپ اپنے چچا نواب سر ذوالفقار علی خاں صاحب کی کوٹھی "زرافشاں" (واقع کوئینز روڈ) میں منتقل ہوگئے۔ آپؓ نے لاہور میں احمدیہ ہاسٹل کے قیام کی تحریک شروع ہونے پر اس میں نہایت جانفشانی سے حصہ لیا اور 1915ء کے آخر پر آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم سے احمدیہ ہاسٹل کا قیام ہوا جس کے لیے آپ نے ہی ایک موزوں مکان تلاش کیا اور اسے ہاسٹل کا درجہ دیا گیا۔ ہاسٹل کے قیام کے بعد آپ بھی وہیں آگئے جہاں نماز باجماعت اور درس کا باقاعدہ سلسلہ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ مبلغ لاہور کے ذریعہ شروع ہوا۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ان خصوصی دروس میں جو آپؓ اپنے صاحبزادہ میاں عبدالحئی صاحب کو نماز مغرب کے بعد اپنے کچے مکان کے صحن میں دیا کرتے تھے، میں شامل ہونے کا موقع ملا۔

سامعین! قادیان ہجرت کرنے کی دوسری بڑی برکت جو حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کو نصیب ہوئی وہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے رشتہ مصاہرت قائم ہونے کی تھی۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی دیرینہ دلی خواہش تھی کہ ان کی ساری اولاد کی شادیاں احمدی گھرانوں میں ہوں اور کسی ایک لڑکے کی شادی حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت بھی ہوئی تھی۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ

"ایک روز میں دوپہر کے وقت آرام کر رہا تھا کہ مجھے خواب میں کسی نے "حضرت مسیح موعود کے گھر" کہا۔"

آپؓ کے والد حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے آپ سے فرمایا کہ

"میں چاہتا ہوں کہ تمہارا رشتہ امۃ الحفیظ حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی سے ہو اور یہ مجھ کو اس لیے تحریک ہوئی کہ اس وقت دوسرے بھائیوں کی نسبت تمہیں دین کا شوق ہے۔"

چونکہ حضرت عبداللہ خان صاحب کو پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت مل چکی تھی اس لیے آپ نے اپنے والد کو اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہوئے ہاں کر دی۔ بعد استخارہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں اس امر کا اظہار کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ

"عزیز عبداللہ خان نہایت نیک اور صالح نوجوان ہے اور اس کے متعلق ہمیں کسی قسم کا اعتراض نہیں بلکہ ہم سب اس رشتہ کو پسند کرتے ہیں اور خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو یہ رشتہ ہو جائے۔"

چنانچہ 7؍جون 1915ء بمطابق 23؍رجب المرجب 1333ھ بروز دوشنبہ کو حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ کا نکاح دختِ کرام حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ نے پڑھایا۔ تقریب رخصتانہ 22؍فروری 1917ء بمطابق 29؍ربیع الثانی 1335ھ کو عمل میں آئی اور حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ دارالمسیح سے دارالسلام لائی گئیں اور یوں آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ

"14-15 سال کی عمر سے ہی ان میں احمدیت کی پختگی اور سعادت کو دیکھ کر ان کے والد (نواب صاحب) نے ان کو چن لیا تھا کہ عزیزہ امۃ الحفیظ بیگم کے پیغام دینے کو میرا یہی لڑکا مناسب اور موزوں ہے۔ فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی دختر کا پیام اسی کے لئے دینے کی جرأت کر سکتا ہوں جس کو ایمان و اخلاص اور احمدیت میں دوسروں سے بڑھ کر پاتا ہوں۔ پھر یہ رشتہ ہوگیا اور مبارک ہوا۔ جو پہلے روحانی طور پر زیادہ نزدیک تھے اور اب جسمانی طور پر بھی آملے۔"

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے اس رشتہ سے قبل حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ کو چند نصائح فرمائی تھیں۔ جن پر آپؓ نے بخوبی عمل کیا اور اس مبارک رشتہ کو آپ نے زندگی کی آخری سانس تک اپنے لئے عظیم سعادت سمجھا۔

آپ فرماتے تھے کہ

"میں اپنی زوجہ محترمہ کو آیۃٌ من آیات اللہ سمجھتا ہوں اور حضور کی صاحبزادی میرے گھر میں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ مجھے افضال و برکات سے نوازتا ہے۔ مَیں نے حتی الامکان ان کی کسی خواہش کو کبھی بھی رد نہیں کیا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔"

آپؓ کی زندگی میں اپنی اہلیہ محترمہ دختِ کرام حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ کی خدمت گزاری اور آپ کے سامنے عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کرنے کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔

آپؓ کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ

”ایک دفعہ ابّا امّی کے ساتھ وہ اور آپا قدسیہ ڈلہوزی میں سیر کے لئے جارہے تھے کہ راستے میں امّی کے جوتے کا تسمہ کھل گیا ابّا نے فوراً جھک کر تسمہ باندھا اور ہم لڑکیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”یہ امید اپنے خاوندوں سے نہ لگا بیٹھنا۔ مَیں تو ان کی عزت حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی سمجھ کر کرتا ہوں۔“

ایک موقع پر آپؓ نے فرمایا: مَیں نے اپنا وجود درمیان سے بالکل ہی مٹا دیا ہے اور بیگم صاحبہ جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی ہیں اُن کی وجہ سے جو کچھ میرا تھا وہ اب مٹ چکا ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ

”وہ میری WIFE ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور شعائر اللہ میں سے ہیں۔ میں تو محسوس کرتا ہوں کہ کماحقہٗ ان کی قدر نہیں کر سکا۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں ان کا تازندگی کامل طور پر احترام کرتا رہوں۔“

سامعین! حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے عقد میں حضورؑ کی بڑی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اور آپؓ کے بیٹے حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ کے عقد نکاح میں حضورؑ کی چھوٹی بیٹی دختِ کرام صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ آئیں۔ اس طرح دنیاوی لحاظ سے مالیر کوٹلہ کے رئیسوں کے اس خاندان کو روحانی لحاظ سے بھی چار چاند لگ گئے اور یوں یہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی ان خوشخبریوں، بشارات اور روحانی انعامات و برکات کا بھی مورد ٹھہرا جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ

”تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے، جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا، تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔“

(تذکرہ صفحہ 111)

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ اور دختِ کرام حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادوں اور پانچ صاحبزادیوں سے نوازا جن میں صاحبزادی آمنہ طیّبہ بیگم صاحبہ، صاحبزادہ میاں عباس احمد خان صاحب، صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ، صاحبزادی زکیہ بیگم صاحبہ، صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ، صاحبزادہ شاہد احمد خان پاشا صاحب، صاحبزادی فوزیہ بیگم صاحبہ، صاحبزادہ میاں مصطفیٰ احمد خان صاحب شامل ہیں۔

سامعین! خاکسار نے تقریر کے ابتداء میں سورۃ الانعام کی آیت اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ تلاوت کی حضرت نواب عبد اللہ خان صاحب کی زندگی اس آیت کی تصویر تھی۔ آپ اپنے ہر عمل کو قرآن و سنت اور حدیث کے مطابق بجالانے کی سعی کرتے تھے۔ آپؓ موصوف بچپن سے ہی نماز کے پابند تھے۔ جوانی میں بھی نماز باجماعت اور نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ ایسا شغف تعلق باللہ کے بغیر ممکن نہیں۔ آپ نے زندگی بھر شریعت کے ایک ایک حرف پر عمل کیا۔ حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ ایم اے بیان کرتے ہیں کہ آپؓ پنجوقتہ نماز باجماعت کے نہایت شدت کے ساتھ پابند تھے۔ میں نے اپنی زندگی کے پچاس سال ان کے ساتھ گزارے۔ میں ایمانداری سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آپؓ کی طرح تموّل اور تنعم میں پرورش پایا ہوا نماز کا ایسا پابند انسان ساری عمر نہیں دیکھا۔ وہ جہاں کہیں ہوتے تھے، یہاں تک کہ جب سیر یا بحالی صحت کے لیے پہاڑ پر بھی جایا کرتے تھے تو ان کی کوٹھی کا ایک کمرہ ہمیشہ نماز باجماعت کے لیے مخصوص ہوتا تھا۔ نہایت باقاعدگی سے پانچ وقت اذان ہو کر نماز باجماعت ہوتی تھی۔ انہوں نے زندگی کے آخری سال لاہور میں گزارے اور شاید سارے لاہور میں صرف ان کی کوٹھی ہی تھی جہاں پانچ وقت نماز باجماعت کے علاوہ ماڈل ٹاؤن کے احباب نماز جمعہ بھی ادا کرتے تھے اور وہاں حدیث، کتب حضرت مسیح موعودؑ کا درس بھی ہوتا تھا۔ جن حالات میں آپ نے پرورش پائی ان کو دیکھتے ہوئے ان کا ایسا پابند صوم وصلوٰۃ ہونا ان کے باخدا انسان ہونے کی ایک زندہ دلیل ہے۔

(الفضل 30ستمبر 1961ء صفحہ 5 بحوالہ اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 177)

سامعین! حضرت نواب صاحبؓ کو سیدنا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے دُرود بھیجتے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی بے حد کوشش کیا کرتے تھے۔ اِسی طرح حضرت نواب صاحبؓ کو قرآن کریم سے خاص عشق تھا آپ کثرت سے تلاوت قرآن کریم فرمایا کرتے اور اس پر غور و تدبر کیا کرتے تھے۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دروس القرآن میں باقاعدگی سے شامل ہوتے۔

حضرت نواب صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کے بعض تبرکات تھے جن میں ایک گرم کوٹ، ایک کرتہ ململ، ایک پاجامہ، ایک صندوقچی، ایک دوئی، حضورؑ کے عمامہ مباک سے کاٹ کر ایک ململ کا کرتہ نوزائیدہ بچہ کو پہنانے کے لیے اور ایک ٹوپی شامل تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ سے محبت کی وجہ سے حضرت نواب صاحبؓ خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے پیار و محبت اور احترام کا تعلق رکھتے تھے۔ آپ کو حضرت اماں جانؓ سے اتنا اُنس تھا کہ آپ جب بھی نواب صاحبؓ کے گھر تشریف لے جاتیں تو گویا حضرت نواب صاحب کے لیے عید کا چاند نکل آتا۔ چہرے سے خوشی چھپائے نہ چھپتی تھی۔ فوراً سب کو بلاتے کہ اماں جانؓ آئی ہیں یہ لاؤ وہ لاؤ، کسی کو کہتے پاؤں دباؤ...چاہتے کہ سارا گھر اماں جان پر فدا ہو جائے اور اپنی اولاد کو یہی نصیحت فرماتے کہ اماں جان کی خدمت کرو اور اماں جان سے دعائیں لو۔

سامعین! حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ کو خلافت سے بے حد محبت تھی۔ خلافتِ اولیٰ اور خلافتِ ثانیہ میں ہمیشہ اطاعت شعاری کا نمونہ دکھایا۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے اس قدر محبت اور عقیدت تھی کہ ان کا ہر حکم اور ہر لفظ آپ کے لیے حرفِ آخر تھا۔ آپ سلسلہ کے سارے نظام کی بڑی سختی سے پابندی فرماتے۔ اپنے کسی عزیز یا دوست سے بھی حضرت صاحب یا نظامِ سلسلہ کے خلاف کچھ نہیں سن سکتے تھے۔ آپ اپنے بچوں کو بھی یہ نصیحت فرماتے کہ

”حقیقی سعادت یہی ہے کہ خلیفہ کا کوئی حکم خواہ تم پر کتنا ہی گراں کیوں نہ ہو اسے خوشی سے مانو۔“

آپ نے اپنی وفات سے قبل اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

”میری دعا اور آرزو ہے کہ میری اولاد خلافت سے منسلک رہے اور ہمیشہ اس گروہ کا ساتھ دیں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے افراد زیادہ سے زیادہ ہوں کیونکہ حضور سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے: اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ (میں تیرے اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں)“

غرباء پروری میں بھی آپؓ اپنی مثال آپ تھے۔ یتیموں کی کفالت کرتے تھے۔ آپؓ کا ایک نمایاں وصف ہمدردئ خلق تھا۔ آپ نے کبھی کسی سے زیادتی اور جبر کا سلوک نہیں فرمایا۔ اسی طرح مہمان نوازی کی صفت بھی آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ مہمان امیر ہو یا غریب سب کو پُر تکلف کھانا کھلاتے۔ آپ کے ملازمین بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں وہ کھانے بھی کھلائے جو پہلے کبھی دیکھے بھی نہ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرماتے ہیں کہ

”غرباء کے ہمدرد، کثرت سے صدقہ خیرات کرنے والے، مہمان نوازی میں طرۂ امتیاز کے حامل اس قسم کے فدائی اور خلیق میزبان اس زمانہ میں تو شاذ و نادر ہی ہوں گے۔ مہمان کے آرام کا خیال وہم کی طرح سوار ہو جاتا۔ میری طبیعت پر آپ کی مہمان نوازی کا ایسا اثر ہے کہ اگر غیر معمولی مہمان نوازی کا جذبہ رکھنے والے صرف چند بزرگوں کی فہرست مجھے لکھنے کو کہا جائے تو آپ کا نام میں اس فہرست میں ضرور تحریر کروں گا۔“

(اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 160)

حضرت نواب صاحب ماہر شکاری، بہترین کھلاڑی اور مدرسہ کی فٹ بال ٹیم کے ممبر تھے۔ آپ نے ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹس میں بھی شرکت کی۔ آپ درخت پر بڑی سرعت سے چڑھ جاتے تھے اور آپ کی نظر بھی نہایت تیز تھی۔ بیڈ منٹن بھی بہت اچھی کھیل لیا کرتے تھے۔ آپ نے مرغیاں بھی پالی ہوئی تھیں جس کی وجہ سے آپ کے والد محترم آپ کو مرغی مینیجر کہتے تھے۔

سامعین کرام! حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ کو متعدد خدمات سلسلہ کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ 1917ء میں ممبر سب کمیٹی برائے انتظام جلسہ بنے۔ 1919ء میں بطور قائمقام آڈیٹر مقرر ہوئے۔ جلسہ سالانہ 1919ء میں مہمانوں کے متعلق ضروری انتظامات اور جلسہ گاہ کی تیاری آپؓ کے ذمہ تھی۔ اپریل 1919ء سے اکتوبر 1923ء تک مختلف اوقات میں پہلے ناظر تالیف و اشاعت اور پھر نائب ناظر اشاعت کی خدمات بجالاتے رہے۔ 1922ء میں پہلی مجلس مشاورت منعقد ہوئی جس میں آپ نے بھی بطور ممبر شرکت فرمائی۔ 1923ء میں ”صیغہ انسداد ارتداد“ میں بطور نائب ناظر نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ جلسہ سالانہ 1924ء میں آپ مہتمم جلسہ سالانہ بیرون قصبہ مقرر ہوئے۔ 1932ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی منشائے مبارک سے سندھ میں پانچ ہزار ایکڑ زمین خریدی گئی جس کا انتخاب آپؓ نے کیا۔

جب 26ء اگست 1947ء کو آپ ہجرت کر کے پاکستان پہنچے۔ یکم ستمبر 1947ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے جودھامل بلڈنگ (لاہور) میں صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد رکھی اور ایک رؤیا کی بناء پر اس کا اولین ناظر اعلیٰ آپ کو نامزد فرمایا۔ آپ نے ان نامساعد حالات میں انتہائی محبت و شفقت سے مصیبت زدہ احمدی مہاجرین کی ہر طرح اعانت کی۔ نئے مرکز کے لیے موجودہ ربوہ کی زمین خریدنے کا فیصلہ ہوا تو جو درخواست گورنمنٹ کے نام رقبہ خریداری کے لیے لکھی گئی اس پر آپ ہی کے دستخط تھے۔

8؍فروری 1949ء کو جودھامل بلڈنگ میں دفتر نظارت علیاء میں دفتری امور کی انجام دہی کے بعد گھر آتے ہوئے دوپہر ایک بجے آپ پر کارونری تھرمبوسس (دل کی شریانوں میں خون کا منجمد ہو جانا) کا ایک شدید حملہ ہوا۔ لاہور کے مشہور و معروف ڈاکٹر یوسف صاحب بھی آپ کی زندگی سے بالکل مایوس ہو گئے۔ آپ پانچ سال تک بستر پر علیل رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور حضرت مصلح موعودؓ، خاندان مسیح موعودؑ اور جماعت کی دعاؤں کی بدولت آپ کو معجزانہ طور پر شفا عطا کی۔ دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو نومبر 1950ء کو آپ کی صحت یابی کی بشارت دی جس کے بعد آپ کم و بیش بارہ سال تک زندہ رہے۔

سامعین! آپؓ کی وفات سے کچھ سال پہلے ہی آپ کو خواب میں اپنی عمر 66 سال بتادی گئی تھی۔ اس خواب کے عین مطابق آپ 66 سال کی عمر میں 18؍ستمبر 1961ء بروز دوشنبہ ساڑھے آٹھ بجے صبح کو لاہور میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ 19؍ستمبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے ہی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قطعہ خاص بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری "جنت کا باب" جانے دے
مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی
حساب مجھ سے نہ لے، بے حساب جانے دے

(کمپوز ڈبائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)